مزارِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، انہدام سے پہلے



کردارِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ...

عظمت و رفعت کا نشان

۱۹ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ / 05 جون 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان — مرکزی دفتر — جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَہُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰۤی ۙ اُولٰٓئِکَ عَنۡہَا مُبۡعَدُوۡنَ o لَا یَسۡمَعُوۡنَ حَسِیۡسَہَا ۚ وَہُمۡ فِیۡ مَا اشۡتَہَتۡ اَنۡفُسُہُمۡ خٰلِدُوۡنَ o لَا یَحۡزُنُہُمُ الۡفَزَعُ الۡاَکۡبَرُ وَتَتَلَقّٰىہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ؕ ہٰذَا یَوۡمُکُمُ الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ o [الانبیا21:101-103]

کوئی شخص حقیقی معنوں میں انسان تب بنتا ہے جب اُسے اچھی تربیت میسّر آتی ہے۔ تربیت کا مطلب: انسان کی مخفی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا اور اُس کے اخلاق و کردار کو سنوار کر اُسے معاشرے کا اچھا اور باکردار فرد بنا دینا۔

اچھی تربیت کے لیے دو باتیں ضروری ہیں: پہلی یہ کہ تربیت کرنے والا خود اعلیٰ اخلاق و کردار کا پیکر ہو... اور دوسری یہ کہ تربیت پانے والا سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ جب مُربّی بھی اعلیٰ کردار کا حامل ہو اور زیرِ تربیت رہنے والا بھی باصلاحیت ہو تو پھر تربیت کا حُسن اپنا پورا جلوہ دکھاتا ہے اور انسان قول و عمل، اخلاق و کردار اور علم و معرفت کی بلندیوں تک جا پہنچتا ہے۔

کائنات میں سب سے اعلیٰ اخلاق و کردار کی حامل شخصیت ہمارے آقا کریم ﷺ کی ہے۔ آپ سب سے اعلیٰ تربیت فرمانے والے ہیں۔ دوسری طرف انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ قابل ہستیاں صحابۂ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ جب تربیت عطا کرنے والی ذات بھی بے مثال ٹھہری اور غیر انبیا میں تربیت پانے والوں جیسا بھی کوئی نہیں تھا تو وہ علم و عمل اور اخلاق و کردار کی اُس معراج تک پہنچے کہ رہتی دُنیا تک اُنہی کی مثالیں پیش کی جاتی رہیں گی۔

پھر جن خوش نصیبوں کو رسولِ کریم ﷺ کا زیادہ قُرب نصیب ہوا اُن کی زندگیوں میں سیرتِ نبویہ کی جھلک باقیوں سے بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُن سعادت مند حضرات میں شامل ہیں جنھیں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں خاص قرب نصیب تھا، بلکہ یوں کہنا بھی بے جا نہیں کہ آپ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بعد سب سے زیادہ قریبی تھے؛ اِسی لیے آپ کے اخلاق و کردار، حِلم و حیا اور اوصافِ حمیدہ کی رِفعت و عظمت آسمان سے بھی بلند تر ہے۔

ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِیۡنَ سَبَقَتۡ لَہُمۡ مِّنَّا الۡحُسۡنٰۤی ۙ اُولٰٓئِکَ عَنۡہَا مُبۡعَدُوۡنَ۔ ”بے شک جن خوش نصیبوں کے لیے ہماری طرف سے بھلائی کا وعدہ پہلے ہو چکا وہ جہنم کے عذاب سے دُور رکھے جائیں گے۔“ [الانبیاء 21:101] مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے منبر پر اِس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کی اور فرمایا: مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے: إِنَّ عُثۡمَانَ مِنۡهُمۡ۔ یعنی ”بلاشبہ عثمان بھی اُن افراد میں سے ہے جن کے لیے ربِّ کریم نے پہلے سے بھلائی کا وعدہ فرما دیا ہے۔“ (تفسیرِ قرطبی، تحت الآیۃ)

یقیناً سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالی شان سیرت ہر دَور میں اُمّت کے لیے مَشعلِ راہ ہے۔ چنانچہ آپ کی سیرت سے سبق حاصل کرنے کے لیے آج کا خطبہ ”کردارِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ... عظمت و رِفعت کا نشان“ کے عنوان سے ہو گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

کفایت شِعاری

موجودہ قومی اور بین الاقوامی حالات کے پیشِ نظر حکومتِ پاکستان نے مَعاشی دباؤ کو کم کرنے کے لیے کفایت شعاری مہم شروع کر رکھی ہے، جس کے تحت وفاقی اور صوبائی سطح پر مختلف اقدامات کیے جارہے ہیں۔

سادگی اور کفایت شعاری اگر دینی تقاضوں کے مطابق ہو تو بہت اچھی بات ہے، اِس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی خریداریوں اور دیگر اَخراجات میں اِعتدال و مِیانہ رَوِی سے کام لے اور فُضول خرچی سے پرہیز کرے۔

عام طور پر لوگ ہماری طرح حالات سے مجبور ہو کر کفایت شعاری اختیار کرتے ہیں، مگر سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کا یہ حُسن ہے کہ آپ نے تنگ دستی یا مجبوری کی وجہ سے نہیں، بلکہ زُہد و تقویٰ کے پیشِ نظر سادگی و کفایت شعاری کو اپنایا۔ آپ امیر المؤمنین بھی تھے اور ذاتی طور پر بھی بہت بڑے سرمایہ دار تھے، یعنی دُنیا کے طاقت ور ترین حکمران بھی تھے اور مال کی فراوانی بھی خوب تھی، مگر آپ کی کفایت شعاری اور قناعت پسندی ایسی بے مثال تھی کہ عصرِ حاضر میں اُس کی جھلک بھی کہیں نظر نہیں آتی۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر بندے کو زُہد نصیب ہو جائے... یعنی اُس کا دل دُنیا کی مَحبَّت سے پاک ہو کر فکرِ آخرت اور یادِ الٰہی سے آباد ہو جائے.... تو عیش پرستی، نُمود و نُمائش اور فضول خرچی سے اُس کا دل خود بخود اُچاٹ ہو جاتا ہے اور انسان دُنیاوی مفادات میں مال ضائع کرنے کے بجائے اپنی دولت کو ربِّ کریم کی رِضا کے لیے لُٹاتا ہے۔ زُہد و تقویٰ ہی وہ دولت ہے جو انسان کو ربِّ ذوالجلال کا قرب بھی عطا کرتی ہے اور دُنیا و آخرت کی کامیابیوں سے بھی سرفراز کرتی ہے۔

حیاتِ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کفایت شعاری اور میانہ روی کے چند پہلوؤں کا تذکرہ سنیے اور ایمان کو تازہ کیجیے!

سادہ لباس: حضرت عبد اللہ بن شدّاد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مَیں نے سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جمعۃ المبارک کے دن منبرِ نبوی پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، کیفیت یہ تھی کہ:

- عَلَيْهِ إِزَارٌ عَدَنِيٌّ غَلِيظٌ ثَمَنُهُ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ أَوْ خَمْسَةٌ، وَرَيْطَةٌ كُوفِيَّةٌ مُمَشَّقَةٌ۔ آپ نے یمن کے علاقے عَدَن کا بنا ہوا موٹا تہبند باندھ رکھا تھا، جس کی قیمت فقط چار یا پانچ درہم تھی، جب کہ اُوپر کوفہ کی تیار شدہ ایک رنگین چادر اوڑھی ہوئی تھی (نہ صِرف یہ کہ تہبند اور چادر بہت سستے تھے، بلکہ دونوں ایک جیسے بھی نہیں تھے)۔
- ضَرْبُ اللَّحْمِ، طَوِيلُ اللِّحْيَةِ، حَسَنُ الْوَجْهِ۔ آپ کے جسمِ مبارک پر گوشت کم تھا، داڑھی شریف (سنّت کے مطابق) لمبی تھی اور چہرہ حُسن و نورانیت کا پیکر تھا۔ (المعجم الکبیر، ج:1، ص:75، رقم:92۔ شعب الایمان، رقم:5778، اِسنادہٗ حسن)

دل دُنیا کی مَحبَّت سے پاک ہو جائے تو بڑے عہدے اور بے پناہ دَولت کے باوجود بھی بندہ عَیش پرست اور فضول خرچ نہیں بنتا۔

قَیلُولہ کاانداز: سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راتوں کا بیشتر حصّہ قیام اللَّیل، تلاوتِ قرآنِ مجید اور دیگر اعمالِ صالحہ میں گزرتا تھا۔ دن کے قیلولہ (دوپہر کے کچھ آرام) کا انداز کیسا نرالا تھا! اِس حوالے سے شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری علیہ الرحمہ نے فرمایا: رَأَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ وَھُوَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃٌ یَقِیْلُ فِی الْمَسْجِدِ، وَیَقُوْمُ وَأَثَرُ الْحَصٰی بِجَنْبِہٖ۔ یعنی مَیں نے سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے دورِ خلافت میں دیکھا، آپ مسجدِ نبوی شریف میں تنہا ایک چادر اُوڑھے[1] قیلولہ فرماتے،[2] (نرم و گُداز بستر کا اہتمام نہیں ہوتا تھا، بلکہ جو چٹائی بچھی ہوتی اُسی پر لیٹ جاتے) آپ بیدار ہوتے تو کنکروں اور چٹائی کے نشانات جسمِ مبارک پر نمایاں ہوتے تھے۔ لوگ دیکھ کر (حیرت کے مارے) کہتے: ھٰذَا أَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ! ھٰذَا أَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یہ امیر المؤمنین ہیں، یہ ریاستِ اسلامیہ کے سربراہ ہیں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، رقم:4341۔ الزہد للإمام أحمد، ص:105، رقم:675۔ حلیۃ الأولیاء، ج:1، ص:60)

معمولی غذا: جس طرح سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس اور طرزِ زندگی بالکل سادہ تھا، اسی طرح آپ کی غذا بھی بہت معمولی ہوتی تھی۔ آپ کے دستر خوان پر بیٹھنے والے کہتے ہیں: إِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ کَانَ یُطْعِمُ النَّاسَ طَعَامَ الْإِمَارَۃِ وَیَدْخُلُ بَیْتَہٗ فَیَأْکُلُ الْخَلَّ وَالزَّیْتَ۔ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رِضائے الٰہی کے لیے میزبانی کے تقاضے پورے کرتے ہوئے) دوسروں کو شاہانہ انداز کا کھانا کھلاتے، لیکن جب اپنے دَولت خانے پر تشریف لے جاتے تو (سالن کے بغیر) سِرکہ اور زیتون (کے ساتھ) تناوُل فرمالیتے تھے۔ (حلیۃ الأولیاء، ج:1، ص:60۔ الزہد للإمام احمد، ص:106، رقم:684)

ہماری حالتِ زار: سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قناعت اور کفایت شعاری کا تذکرہ کرتے ہوئے اگر ہم اپنی صورتِ حال کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہم اپنے بجٹ کا بڑا حصّہ محض نُمود و نُمائش، دِکھاوے، دوسروں سے آگے بڑھنے کی خواہش، فیشن پرستی اور دیگر غیر ضروری اخراجات پر صَرف کر دیتے ہیں، بلکہ ایسے کاموں میں بھی اپنا پیسہ برباد کرتے ہیں جن سے شریعتِ مطہرہ نے منع فرمایا ہے، پھر حالات کی تنگی، مَعاشی مشکلات اور مالی پریشانیوں کا شکوہ بھی کرتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ سنجیدگی سے اپنے اخراجات کا جائزہ لیں، فضول خرچی سے اجتناب کریں اور اِس بات کی کوئی پرواہ نہ کریں کہ لوگ کیا کہیں گے! سادہ طرزِ زندگی اختیار کریں اور خواہشاتِ نفس سے دُور رہیں۔ کہا جاتا ہے: ضرورت تو فقیر کی بھی پوری ہو جاتی ہے، مگر خواہشات بادشاہوں کی بھی پوری نہیں ہوتیں۔

ہم سے نہ صرف یہ پوچھا جائے گا کہ مال کن ذرائع سے کمایا تھا؟ بلکہ یہ سُوال بھی ہوگا کہ اُسے کن کاموں میں خرچ کیا تھا؟

---

[1] عَنِ الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَیْتُ عُثْمَانَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَائِلًا فِی الْمَسْجِدِ فِی مِلْحَفَۃٍ لَیْسَ حَوْلَہٗ أَحَدٌ، وَھُوَ أَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (فضائل الصحابۃ للإمام أحمد، رقم:800۔ حلیۃ الاولیاء، ج:1، ص:59، 60)

[2] اعتکاف والے کو مسجد میں سونا جائز ہے، خواہ مَنّت کا اعتکاف ہو یا سنّت و نفل۔

ذرائعِ آمدن اور مَصارِف

دُنیا امتحان کی جگہ ہے، یہاں ربِّ کریم بندوں کو اپنی حکمت کے مطابق مختلف طرح سے آزماتا ہے۔ مال و دَولت کے ذریعے آزمائش آمدن و خرچ دونوں حوالوں سے ہوتی ہے۔ اِس تناظر میں لوگ چار طرح کے ہیں:

i. کچھ لوگ کمائی اور آمدن میں شرعی تقاضوں کا لحاظ نہیں رکھتے، بلکہ مال بڑھانے کے لالچ میں جس ذریعے سے بھی دولت ہاتھ آئے اُسے سمیٹ لیتے ہیں۔

ii. کئی لوگ کمائی تو حلال طریقے سے کرتے ہیں، مگر اُسے خرچ کرتے وقت اچھے اور بُرے کی تمیز نہیں کرتے، دَولت کی فراوانی میں مست ہو کر اُسے ہر جگہ بے دریغ اُڑاتے پھرتے ہیں۔

iii. بعض بدنصیب ایسے ہیں جنھیں نہ تو اِس بات کی فکر ہوتی ہے کہ فقط حلال ذریعے سے کمائیں اور نہ ہی اِس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ اُسے صِرف جائز کاموں میں خرچ کریں۔

iv. جب کہ کچھ خوش نصیب ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کماتے بھی حلال ہیں اور پھر شرعی تقاضوں کے مطابق اُسے خرچ بھی فقط اُن مصارِف میں کرتے ہیں جن سے ربِّ کریم کی رِضا نصیب ہو۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے پناہ مال و دولت کے مالک تھے، آپ کی مبارک سیرت سے یہ تربیت ملتی ہے کہ انسان کو مال فقط حلال ذرائع سے کمانا چاہیے اور اُسے صِرف رِضائے الٰہی کے کاموں میں لگانا چاہیے۔ ذاتی معاملہ ہو تو کفایت شعاری سے کام لیا جائے اور راہِ خدا میں پیش کرنا ہو تو دل کھول کر خرچ کیا جائے۔ کاش! ہمیں بھی اِس زرّیں اصول پر عمل کی توفیق نصیب ہو جائے!

ذرائعِ آمدن: سیدنا ذوالنورَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذرائعِ آمدن (Income sources) مختلف تھے:

1) آپ کی آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت تھا۔ آپ کو والد کی وِراثت میں کثیر سرمایہ حاصل ہوا تھا، جس کے ذریعے آپ نے حکمت و بصیرت کے ساتھ تجارت کو خوب فَروغ دیا۔ آپ بین الاقوامی سطح کے تاجر تھے، یعنی مکہ مکرّمہ اور پھر ہجرت کے بعد مدینہ منوّرہ میں بھی تجارت فرماتے، نیز اُس دَور کی عالَمی منڈیوں اور دوسرے مَمالک میں بھی تجارتی سامان بھیجا کرتے تھے۔

2) آپ مُضارَبَت بھی فرمایا کرتے تھے۔ مضاربت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص سرمایہ فراہم کرے، دوسرا کام کرے اور نفع طے شدہ شرح کے مطابق دونوں آپس میں تقسیم کر لیں۔ مضاربت اگر شرعی شرائط کے مطابق ہو تو اِس کی آمدن بالکل حلال ہے۔ چنانچہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ بھی اپنا سرمایہ بطورِ مضاربت دیا کرتے تھے۔[1]

---

[1] عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عُثْمَانَ دَفَعَ إِلَيْهِ مَالًا مُضَارَبَةً عَلَى النِّصْفِ۔ (الطبقات الکبریٰ، ج:3، ص:44، دار الکتب العلمیۃ)

3) آپ کا ایک ذریعۂ آمدن مُزارَعَت بھی تھا۔ آپ وسیع زرخیز اَراضی کے مالک تھے، چنانچہ آپ اپنی زمینیں بٹائی پر دیتے اور پیداوار کا ایک تہائی حصّہ (1/3) خود وصول کرتے، جب کہ دو تہائی (2/3) مزارِعین (کاشت کاروں) کو عطا کر دیتے۔[1]

ان پاکیزہ اور حلال ذرائعِ آمدن کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ کا شمار عرب کے امیر ترین افراد میں ہوتا تھا۔

مَصارِف: اِس بات کا ذکر ہو چکا کہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلبِ مبارک دُنیا کی محبت سے پاک تھا، جس کے نتیجے میں آپ انتہائی سادگی اور کفایت شعاری سے زندگی گزارتے تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر آپ کی دَولت کہاں خرچ ہوتی تھی؟ جواب یہ ہے کہ آپ کا سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی فَلاح و بہبود کے لیے خرچ ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر:

i. آپ نے 35 ہزار دراہم میں ایک قطعۂ زمین خرید کر مسجدِ نبوی میں اضافہ کیا، یہ تقریباً سات کروڑ پاکستانی روپے بنتے ہیں۔

ii. آپ نے ایک لاکھ دراہم کے عوض بئرِ رومہ (کنواں) خرید کر اُسے راہِ خدا میں وقف کیا، موجودہ ریٹ کے مطابق یہ رقم تقریباً بیس کروڑ پچاس لاکھ پاکستانی روپے بنتی ہے۔

iii. غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ نے 950 اونٹ، 50 گھوڑے اور 1000 سونے کے دینار جہاد کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے تھے، فقط اِن دیناروں کی موجودہ قیمت تقریباً سترہ کروڑ روپے بنتی ہے۔

رسولِ کریم ﷺ نے آپ کی یہ خدمت اِس شان سے قبول فرمائی کہ عزّت اَفزائی کے لیے اپنے دستِ مبارک سے اِن دیناروں کو اپنی گود مبارک میں اُلٹ پلٹ رہے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ! یعنی "آج کے بعد عثمان کو اُس کا کوئی عمل نقصان نہیں دے گا (ربِّ کریم نے عثمان کی حَتْمی بخشش فرما دی ہے)!" (جامع ترمذی، حدیث: 3701، اِسنادہ حسن)

اِن تاریخی خدمات کے علاوہ بھی بے شمار مواقع پر آپ نے اپنا مال راہِ خدا میں بے دریغ نچھاور فرمایا۔

درسِ ہدایت: پیکرِ حیا، مَنْبَعِ جُود و سَخا سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مبارکہ سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ بندے کو فقط حلال ذرائع سے ہی مال کمانا چاہیے۔ اگر نصیب میں ہو تو حلال مال میں بھی اتنی فراوانی ہو سکتی ہے کہ بندہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی طرح وقت کا امیر ترین شخص بن جائے، ورنہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی مقدّر سے زیادہ حاصل نہیں ہو سکتا... پھر حرام کا کیا فائدہ؟

یہ درسِ ہدایت بھی ملتا ہے کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا، بلکہ اُس میں برکت و وُسعت عطا ہوتی ہے۔ اگر خرچ کرنے سے مال گھٹتا تو سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے اثاثے کم ہو جاتے؛ کیونکہ آپ بے دریغ لُٹایا کرتے تھے، جب اُن کا مال بڑھتا ہی رہا تو اِس کا مطلب ہے کہ ربِّ کریم کے ساتھ کی جانے والی تجارت میں فائدہ ہی فائدہ اور برکت ہی برکت ہے۔

---

[1] فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ يُعْطُوْنَ أَرْضَهُمْ بِالثُّلُثِ۔ (کتاب الخراج لأبي یوسف، ص: 103)

حق پر ہونے کے باوُجود لڑائی نہ کرنا

قرآن وسنّت میں مسلمانوں کو تربیت عطا کی گئی ہے کہ اُنھیں باہمی لڑائی جھگڑوں سے بچنا چاہیے اور دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں اتّحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، حتّٰی کہ جو شخص دُنیاوی معاملات میں حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے سرورِ عالَم ﷺ نے اُسے جنّت کی بشارت عطا فرمائی ہے۔[1]

امیر المؤمنین سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ مبارکہ بھی ہمیں لڑائی سے اجتناب کا درس دیتی ہے۔ شہادت کے وقت بلاشبہ آپ حق پر تھے، جب کہ مدینۂ منوّرہ کا مُحاصَرہ کرنے والے باغی باطل پر تھے، اِس کے باوجود سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان قربان کر دی، مگر خون ریزی اور خانہ جنگی گوارا نہیں فرمائی اور اپنے دِفاع کے لیے باغیوں سے لڑائی کی اجازت نہیں دی۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے اور باغیوں کے باطل پر ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہادتِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کئی سال پہلے چند چیزوں کی صَراحت فرمادی تھی:

i. آپ ﷺ نے ذکر فرمایا تھا کہ ایک عظیم فتنہ بپا ہو گا، یعنی باغی مدینہ منوّرہ کی بے حرمتی کرتے ہوئے اُس پر حملہ کریں گے۔

ii. یہ بھی واضح فرمایا تھا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منصبِ خلافت چھوڑنے کا مطالبہ کریں گے۔

iii. یہ بھی تصریح فرمائی تھی کہ میرا عثمان اُس وقت حق پر ہو گا اور باغی باطل پر ہوں گے۔

iv. یہ غیبی خبر بھی دی تھی کہ اللہ کریم میرے عثمان کو درجۂ شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔

v. آپ ﷺ نے سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاکید فرمائی تھی کہ کسی بھی صورت میں منصبِ خلافت سے دست بردار نہ ہونا!

vi. اور اُمّت کو حکم فرمایا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا!

فتنہ کی خبر اور اتباع کا حکم: جب باغیوں نے قصرِ خلافت کا محاصرہ کر رکھا تھا تو اُس موقع پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور اِجازت لے کر باغیوں سے خطاب فرمایا۔ اوّلاً اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر بیان کیا کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے: إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِيْ فِتْنَةً وَّاخْتِلَافًا أَوْ قَالَ: اخْتِلَافًا وَّفِتْنَةً۔ یعنی ”یقیناً میرے بعد تم بڑی آزمائش اور کثیر اختلاف دیکھو گے۔“ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں اُس وقت کس شخص کی پیروی کا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا: عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيْنِ وَأَصْحَابِهٖ۔ یعنی ”اُس وقت تم اِس پیکرِ امانت ہستی اور اِس کے ساتھیوں کا دامن پختہ طریقے سے تھامے رکھنا!“ (مسند احمد، حدیث: 8541، إسنادہٗ حسن)

---

[1] سنن ابو داؤد، حدیث: 4800۔ المعجم الکبیر، حدیث: 7770، إسنادہٗ حسن

سیدنا کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ وہ قریب ہے اور بہت سخت ہو گا، ایک صاحب وہاں سے گزرے جنھوں نے چادر سے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْحَقِّ۔ ''اُس وقت یہ شخص حق پر ہو گا۔'' چنانچہ مَیں جلدی سے اُن صاحب کی طرف گیا اور اُن کے بازو تھام کر پوچھا: یارسول اللہ! یہ وہ صاحب ہیں (جن سے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ حق پر ہوں گے)؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: هٰذَا۔ ''یہی۔'' سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَیں نے دیکھا تو وہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (مسند احمد، حدیث: 18118۔ المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 8334۔ حدیث صحیح)

شہادت کی خبر: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیا ﷺ اُحد پہاڑ پر رونق افروز ہوئے،[1] سیدنا صدیقِ اکبر، سیدنا فاروقِ اعظم اور سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ پہاڑ (اِن حضرات کے قدم چومنے پر خوشی سے) حرکت کرنے (جھومنے) لگا۔[2] رحمتِ عالم ﷺ نے پاؤں مبارک سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا: اُثْبُتْ أُحُدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيقٌ وَّشَهِيدَانِ۔ ''اُحد ٹھہر جا! تجھ پر اللہ تعالیٰ کا نبی، صدّیق (ابو بکر) اور دو شہید (عمر و عثمان) جلوہ افروز ہیں۔'' (صحیح بخاری: 3675/3686)

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصالِ نبوی کے تقریباً 24 سال بعد جامِ شہادت نوش کیا۔ قربان جائیں مصطفیٰ کریم ﷺ کے علم کی وُسعت پر! آپ ﷺ لوگوں کے انجام سے یوں واقف ہیں کہ عرصہ پہلے ہی شہادت کی بشارت عطا فرما دی تھی۔

خلافت پر قائم رہنے کا حکم: اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا، وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اُن سے کچھ گفتگو فرمائی، آخر میں اُن کے کندھے پر اپنا دستِ مبارک مار کر تین بار فرمایا: يَا عُثْمَانُ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ عَسٰى أَنْ يُّلْبِسَكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ۔ ''عثمان! اللہ تعالیٰ ضرور تمھیں (خلافت کی) قمیص پہنائے گا، اگر منافق لوگ اُسے اُتارنا چاہیں تو ہرگز اُسے نہ اُتارنا (خلافت نہ چھوڑنا)! یہاں تک کہ تمھاری مجھ سے ملاقات ہو۔'' (مسند احمد، حدیث: 24566، حدیث صحیح۔ تاریخ دمشق، ج: 39، ص: 279، دار الفکر)

آج فتنہ پرور لوگ بعض تاریخی روایات کو بنیاد بنا کر سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ تاثُّر دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ باغیوں کا موقف درست تھا۔ یہ بات دل کی تختی پر نقش کر لیجیے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حق پر قرار دیا ہے تو اِن ارشاداتِ نبویہ کے مقابلے میں کسی تاریخی روایت یا تجزیے کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔

دوسری بات یہ کہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے حق پر ہونے کے باوُجود اپنے دِفاع کے لیے تلوار اُٹھانے اور باغیوں سے جنگ کرنے کی اِجازت نہیں دی۔ یہ کتنا بڑا اسبق ہے کہ مسلمانوں کو حتّی الامکان باہمی تنازعات، خون ریزی اور خانہ جنگی سے بچنا چاہیے!

---

[1] رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منوّرہ میں اُحد پہاڑ پر جلوہ گر ہو کر بھی یہ کلمات ارشاد فرمائے اور مکہ مکرمہ میں ثَبِیر پہاڑ پر بھی ایسا ہی فرمایا۔

[2] أَيِ انْتِعَاشًا وَاهْتِزَازًا لِقُدُوْمِهِمْ۔ (مرقاۃ المفاتیح)

حرفِ آخر: سیرتِ عثمانیہ کے چمکتے انوار

کسی شفّاف آئینے کو سورج کے سامنے رکھا جائے تو نہ صِرف وہ خود چمک اُٹھتا ہے، بلکہ سورج کی روشنی مُنعکِس کرتے ہوئے..یعنی سورج کی شُعاعوں کی جھلک دوسری طرف منتقل کرتے ہوئے...اِردِگرد کے پورے ماحول کو بھی روشن ومنوّر کر دیتا ہے۔

بلاشبہ وبلامبالغہ رسول اللہ ﷺ ہدایت کا سِراجِ مُنیر (چمکا دینے والا آفتاب)[1] اور نورِ الٰہی کا سب سے کامل مظہر ہیں، جب کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مُبارَک دل قلوبِ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد کائنات کے سب سے ستھرے آئینے ہیں۔ چنانچہ جب اِن پاکیزہ شیشوں پر آفتابِ نبوّت کی تابناک کرنیں پڑیں تو نہ صِرف یہ خود جگمگا اُٹھے، بلکہ قیامت تک رسول اللہ ﷺ کے نور کی شعاعیں اُمّت تک پہنچاتے ہوئے اُن کے دل ودماغ اور عمل وکردار کو بھی روشن ومنوّر کرتے رہیں گے۔

پھر اُن خوش نصیبوں کے کیا ہی کہنے جنھیں آفتابِ نُبوّت کی خاص تجلّیات نصیب ہوئیں! اُن کی چمک دمک اور آب وتاب تو تصوُّر سے بھی بلند تر ہے۔ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُنہی سعادت مندوں میں سے ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ خاص میں رہ کر تربیت پائی اور علم وعمل کی بلندیوں تک پہنچے، پھر اب پوری دُنیا کے لیے رُشد وہدایت کا مینار ہیں۔

ظاہری حیات میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیسی خاص نگاہ نصیب رہی! اِس کا اندازہ وصال والے دن کی کرم نوازیوں سے کیجیے! سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: باغیوں نے چالیس روز سے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ دولت کا محاصرہ کر رکھا تھا، ایک دن آپ نے مجھے فرمایا: أَيُقِظْنِيَ اللَّيْلَةَ عِنْدَ السَّحَرِ! آج سحری کے وقت مجھے بیدار کر دینا! مَیں وقتِ سَحَر آیا اور عرض کی: أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! السَّحُوْرَ، يَرْحَمُكَ اللهُ! یعنی اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتوں کی برسات فرمائے! سحری کر لیجیے! آپ نے اپنی پیشانی مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا: يَا سُبْحَانَ اللهِ! يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَطَعَتْ عَلَيَّ رُؤْيَا كُنْتُ فِيْهَا رَأَيْتُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ۔ سبحان اللہ! ابوہریرہ! آپ نے (مجھے بیدار کر کے) اُس خواب کا سلسلہ روک دیا جس میں مجھے رسول اللہ ﷺ کا دیدارِ جاں فزا ہو رہا تھا۔ مزید فرمایا: فَقَالَ لِيْ: إِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا غَدًا۔ رسولِ کریم ﷺ نے مجھے فرمایا ہے: "کل تمہاری اِفطاری ہمارے پاس ہو گی۔" سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فَقُتِلَ رَحِمَهُ اللهُ۔ جس رات کو آپ نے یہ خواب دیکھا تھا اُس سے اگلے روز ہی آپ حالتِ روزہ میں مقامِ شہادت پر فائز ہو کر اِفطار سے پہلے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے۔[2] (الزہد للإمام أحمد بن حنبل ص:105)

جو وصالِ نبوی کے بعد بھی یوں نگاہوں میں رہے ظاہری حیاتِ مبارکہ میں اُن پر کتنی خاص نگاہِ رحمت ہو گی!

---

[1] الاحزاب 46:33

[2] يُؤَيِّدُهُ رِوَايَاتٌ أُخْرٰى، مِنْهَا: إِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ الْبَارِحَةَ فِي النَّوْمِ وَرَأَيْتُ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَإِنَّهُمْ قَالُوْا لِيْ: اصْبِرْ! فَإِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا الْقَابِلَةَ۔ (فضائل الصحابة، رقم:809۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد[232/7] رواه عبدالله وأبو يعلى في الكبير ورجالهما ثقات)

یقیناً یہی عظیم ہستیاں درحقیقت اُمّت کے لیے نمونۂ عمل ہیں اور اِنہی کو آئیڈیل بنانے میں دُنیا وآخرت کی فَلاح وبھلائی ہے۔

امیر المؤمنین، پیکرِ شرم وحیا، ذوالنُّورَین سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا یومِ شہادت 18 ذوالحجہ ہے؛ اِسی مناسبت سے آج ''کردارِ سیدنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ... عظمت ورِفعت کا نشان'' کے عنوان سے کچھ معروضات پیش کی گئیں۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1) سادگی وکفایت شعاری.... یعنی اپنی خریداریوں اور دیگر اَخراجات میں اِعتدال ومیانہ رَوِی سے کام لینا اور فُضول خرچی سے بچنا... انتہائی عمدہ وصف ہے۔ جامع القرآن سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی ذاتی زندگی میں نہایت کفایت شِعاری کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ آپ کے کردارِ عالی شان کا حُسن اِس بات سے مزید نکھر کر سامنے آتا ہے کہ آپ نے تنگ دستی یا مجبوری کی وجہ سے نہیں، بلکہ زُہد وتقوٰی کے پیشِ نظر سادگی وکفایت شعاری کو اپنایا۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر دل دنیا کی محبت سے پاک ہو جائے تو اقتدار کی بلندی اور مال ودولت کی فَراوانی کے باوجود بھی انسان عیش پرستی کی دَلدل میں نہیں پھنستا، لیکن اگر خدانخواستہ دل محبتِ دُنیا کی آفت میں مبتلا ہو جائے تو ہماری طرح مشکل معاشی حالات کے باوجود بھی بندہ فضول خرچی سے باز نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ سیدنا عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے صدقے میں ہمارے دلوں کو زُہد وتقوٰی نصیب فرمائے!

2) سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے تاجر اور ہمارے دَور کی اصطلاح میں اَرَب پتی تھے۔ آپ کی مبارک سیرت سے سبق ملتا ہے کہ بندے کو فقط حلال ذرائع سے ہی مال کمانا چاہیے۔ نصیب میں ہو تو حلال میں بھی اتنی فراوانی ہو سکتی ہے کہ بندہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح وقت کا امیر ترین شخص بن جائے، ورنہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی مقدَّر سے زیادہ حاصل نہیں ہو سکتا... پھر حرام کما کر اپنی آخرت برباد کرنے کا کیا فائدہ؟ نیز آپ کی حیاتِ زرّیں سے یہ درسِ ہدایت بھی ملتا ہے کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا، بلکہ اُس میں برکت ووُسعت عطا ہوتی ہے۔ جب بے دریغ خرچ کرنے کے باوجود سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا مال بڑھتا ہی رہا تو اِس کا مطلب ہے کہ ربِّ کریم کے ساتھ کی جانے والی تجارت میں فائدہ ہی فائدہ اور برکت ہی برکت ہے۔

3) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں ہی اِس بات کی گواہی دے دی تھی کہ میرا عثمان آزمائش میں مبتلا ہو گا، وہ حق پر ہو گا اور اُس کے مخالف وباغی باطل پر ہوں گے؛ لہٰذا کوئی مسلمان سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق پر ہونے میں معمولی شک بھی نہیں کر سکتا۔ اِس واضح حقانیت کے باوجود سیدنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اپنے دِفاع کے لیے تلوار اُٹھانے اور باغیوں سے جنگ کرنے کی اِجازت نہیں دی۔ یہ بہت بڑا اسبق ہے کہ مسلمانوں کو حتّی الامکان باہمی تنازعات، خون ریزی اور خانہ جنگی سے بچنا چاہیے۔

شرعی مسئلہ: کسی دکاندار کے پاس پرانی قیمت پر خریدی ہوئی چیز موجود ہو اور اب اُس چیز کا ریٹ بڑھ چکا ہو تو وہ اُسے نئے ریٹ پر فروخت کر سکتا ہے؛ کیونکہ وہ مال اُس کی ملکیت ہے اور اسے اپنی چیز موجودہ بازاری قیمت پر بیچنے کا پورا حق حاصل ہے... تاہم اگر وہ مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت سے اُس چیز کو پرانے ریٹ پر ہی، یعنی سستا بیچے گا تو بارگاہِ الٰہی سے عظیم ثواب کا حق دار ہو گا۔

(دیکھیے: فتاوٰی رضویہ، ج:17، ص:97،98، رضا فاؤنڈیشن)

اللہ تعالیٰ زاہدِ مسجدِ احمدی سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درجات میں بے پناہ بلندیاں عطا فرمائے! اور آپ کے صدقے میں ہمیں بھی آپ کے کردارِ عالی شان سے سبق لیتے ہوئے آپ کے اُسوہ پر عمل کی توفیق سے نوازے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!